صفات باری تعالیٰ (۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

اہل سنت والجماعت اللہ تعالیٰ کو نقص وعیب والی ہر صفت سے پاک قرار دیتے ہیں، نیز اسے مخلوق کی کسی طرح کی مشابہت سے بھی مبرا سمجھتے ہیں۔

تنزیہ کا مطلب ہے کہ جو صفات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے لائق نہیں، ان کی نفی اور ان کی ضد کا اثبات کرنا، سلف صالح رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اس کی بنیاد تین اصولوں پر ہے۔

۱۔ تمام نقص وعیب والی صفات سے اللہ کو منزہ قرار دیا جائے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ کتاب وسنت میں وارد ہونے والی صفات باری تعالیٰ کا تکلیف وتمثیل، اور تحریف وتعطیل کے بغیر اثبات بھی ضروری ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نقص والی صفات کو مطلق طور پر اللہ تعالیٰ سے نفی کرنا ضروری ہے، جبکہ صفات کمال اس طرح ثابت کی جائیں گی کہ کسی بھی صورت میں مخلوق سے مشابہت نہ ہو۔'' (درء تعارض العقل والنّقل: ۲۴۵/۱)

۲۔ نفی عموماً مجمل ہوتی ہے، یعنی نفی میں کوئی معین یا مخصوص عیوب ونقائص نہیں ہوتے، مثلاً فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشّوریٰ: ۱۱) ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔''، مجمل نفی ہے، یعنی تمام صفات میں مماثلت کی نفی کردی گئی ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کو نفی محض سے موصوف نہیں کیا جائے گا، یعنی جس چیز کی نفی کی گئی

ہے،اس کی ضد کو کامل طور پر ثابت کیا جائے گا،مثلاً فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾(البقرة : ٢٥٥) ’’میں نینداور اونگھ کی نفی ہے،تو اس کی ضد یعنی زندگی اور قومیت کو کامل طور پر ثابت کیا جائے۔

صفات فعلیہ:

ا۔ صفت استواء:

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾(يُونُس : ٣)

’’بلاشبہ تمہارا رب وہ ہے،جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر عرش پر مستوی ہو گیا۔‘‘

❁ نیز فرمایا:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾(طٰهٰ : ٥)

’’رحمٰن عرش پر مستوی ہوا۔‘‘

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ، كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ : إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي .

’’اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا،تو عرش کے اوپر اپنے پاس لکھ لیا کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : ٧٤٢٢)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کے عرش پر ہونے ہونے پر تمام انبیا متفق ہیں، ہر کتاب جو رسول پر نازل کی گئی، اس میں یہ بات موجود تھی، نیز اس پر اسلاف امت اور ائمہ کرام کا اجماع بھی ہو چکا ہے۔'' (نقض التّأسيس : ٩/٢)

۞ مجاہد رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (يونُس : ٣) ''پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

عَلَا عَلَى الْعَرْشِ . ''وہ عرش پر بلند ہوا۔''

(تغليق التّعليق لابن حجر : ٣٤٥/٥، وسندهٗ حسنٌ)

۞ مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الصِّدِّيقِينَ إِذَا قُرِءَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ طَرِبَتْ قُلُوبُهُمْ إِلَى الْآخِرَةِ .

''جب صدیقین پر قرآن پڑھا جاتا ہے، تو ان کے دل آخرت کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔''

پھر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: لو! پھر تلاوت کی اور فرمایا:

اِسْمَعُوا إِلٰى قَوْلِ الصَّادِقِ مِنْ فَوْقِ عَرْشِهٖ .

''صادق (اللہ) کی بات جو عرش کے اوپر سے (کہی گئی) ہے، سنو!۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : ٣٥٨/٢، وسندهٗ حسنٌ)

۞ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ بَدَأَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْأَحَدِ ثُمَّ

اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي ثَلَاثِ سَاعَاتٍ .

''اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اوران کے درمیان جو کچھ ہے، اتوار کے دن پیدا کیا، پھر جمعہ کے دن تین گھڑیوں میں عرش پر مستوی ہوا۔''

(تفسیر ابن أبي حاتم : ۱۴۹۷/۵، وسندہٗ حسنٌ)

❀ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن رحمہ اللہ (۱۳۶ھ) کے پاس تھا۔ آپ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی﴾ (طٰہٰ : ۵)، رحمٰن عرش پر کیسے مستوی ہے؟ فرمایا:

اَلْإِسْتِوَاءُ غَيْرُ مَجْهُولٍ، وَالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْقُولٍ، وَمِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ، وَعَلَی الرَّسُولِ الْبَلَاغُ، وَعَلَيْنَا التَّصْدِيقُ .

''استوا معلوم ہے، کیفیت عقل میں آنے والی نہیں۔ یہ پیغام من جانب اللہ ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تبلیغ ہے اور ہمارے ذمہ تصدیق۔''

(العُلوُّ للذّهبي، ص ۹۸، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ کعب احبار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ حِينَ خَلَقَ الْخَلْقَ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ فَسَبَّحَهُ الْعَرْشُ .

''اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات پیدا کی، تو عرش پر مستوی ہوا، پھر عرش نے اللہ کی تسبیح کی۔'' (تفسیر ابن أبي حاتِم : ۲۲۱۷/۷، وسندہٗ حسنٌ)

۲۔ صفت کلام:

یہ صفت قرآن، حدیث اور اجماع صحابہ، تابعین و اسلاف امت سے ثابت ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا﴾(النساء : ١٦٤)

''اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی۔''

نیز فرمایا:

﴿يَا مُوسٰى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي﴾

(الأعراف : ١٤٤)

''اے موسیٰ! میں نے تجھے اپنی رسالت اور اپنی کلام کے ذریعے لوگوں پر فضیلت دے دی ہے۔''

❁ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَيْسَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ .

''آپ میں سے ہر ایک سے عنقریب (روز قیامت) اس کا رب کلام کرے گا، درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہوگا۔''

(صحيح البخاري : ٧٥١٢، صحيح مسلم : ١٠١٦)

❁ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾(التّوبة : ٦) ''اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ مانگے، تو اسے پناہ دے دیجیے، حتی کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إِنْسَانٌ يَأْتِيكَ فَيَسْمَعُ مَا تَقُولُ وَيَسْمَعُ مَا أُنْزِلَ عَلَيْكَ، فَهُوَ آمِنٌ

حَتّٰى يَأْتِيَكَ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ، وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَأْمَنَهٗ حَيْثُ جَاءَ .

''(اے نبی!) ایک انسان آپ کے پاس آتا ہے، وہ آپ کی بات سنتا ہے اور آپ پر نازل ہونے والی وحی کو بھی سنتا ہے، تو اسے امان حاصل ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس آئے اور کلام اللہ کو سنے، پھر اسی جگہ لوٹ جائے، جہاں اس کو امان دی گئی تھی۔''

(تفسير الطّبري : ١٦٤٩٧، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ **قتادہ** رحمہ اللہ **فرمان باری تعالیٰ :** ﴿وَإِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۞ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ﴾ (فُصّلت : ٤١-٤٢) ''**یقیناً یہ معزز کتاب ہے، اس کے آگے یا پیچھے سے باطل اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:**

أَعَزَّهُ اللّٰهُ، لِأَنَّهٗ كَلَامُهٗ، وَحَفِظَهٗ مِنَ الْبَاطِلِ، وَالْبَاطِلُ إِبْلِيسُ، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْقُصَ مِنْهُ حَقًّا وَلَا يَزِيدُ فِيهِ بَاطِلًا .

''اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عزت دی ہے، کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے، اس نے اسے باطل سے محفوظ کر دیا ہے، باطل سے مراد ابلیس ہے، وہ اس سے حق کو کم کرنے یا باطل کو اس میں داخل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعيم : ٥/٢٣١، وسندهٗ حسنٌ)

۞ **ابوالجوزاء** رحمہ اللہ **آیت:** ﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي﴾ (الكهف : ١٠٩) **کی تفسیر میں کہتے ہیں:**

لَوْ كَانَ كُلُّ شَجَرَةٍ فِي الْأَرْضِ أَقْلَامًا، وَالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ

سَبْعَةَ أَبْحُرٍ، لَوْ كَانَ مِدَادًا لَّنَفِدَ الْمَاءُ، وَتَكَسَّرَتِ الْأَقْلَامُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي .

''اگر زمین کا ہر درخت قلموں کی صورت اختیار کر جائے اور سمندر سیاہی بن جائے، پھر سات سمندر اور بھی اس میں مل جائیں، تو پانی ختم ہو جائے گا، قلمیں ٹوٹ جائیں گی، لیکن میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔''

(تفسیر عبد الرّزاق : ٢/٤١٣ـ٤١٤، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ .

''تمام کلاموں پر اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت ایسے ہی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر ہے۔''

(فضائل القرآن للفِريابي : ١٥، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے ستر سالوں سے اپنے شیوخ جن میں سے عمرو بن دینار رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، کو یہ کہتے سنا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں۔''

(خلق افعال العباد للبخاري : ١، وسندهٗ حسن)

❁ سدی رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ﴾ (الشّورٰی : ٥١) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مُوسٰى كَلَّمَهُ اللّٰهُ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ .

''اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پردے کے پیچھے کلام کیا۔''

(تفسير الطّبري : ٣٠٧٥٠، وسندهٗ حسنٌ)

۞ نیز فرمان باری تعالیٰ : ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾(التّوبة : ٦)''اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ مانگے، تو اسے پناہ دے دیجئے، حتی کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَمَّا كَلَامُ اللّٰهِ، فَالْقُرْآنُ . ''کلام اللہ سے مراد قرآن ہے۔''

(تفسير الطّبري : ١٦٤٩٦، وسندهٗ حسنٌ)

۳۔ صفت قبض (مٹھی، پکڑنا):

۞ قتادہ رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهٖ﴾(الزُّمر : ٦٧)''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جتنا کہ اس کا حق تھا، زمین روز قیامت پوری کی پوری اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔'' کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

(الأسماء والصّفات للبيهقي : ٧٢٤، وسندهٗ حسنٌ)

۞ مجاہد رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

كِلْتَا يَدَيِ الرَّحْمٰنِ يَمِينٌ قَالَ : فَأَيْنَ النَّاس يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ : عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ .

''اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، عرض کیا: لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ فرمایا، جہنم کے پل پر۔''

(الرّدّ على المريسي للدّارمي : ٢٦٧/١۔٢٦٨، وسندهٗ حسنٌ)

۞ نیز فرمان باری تعالیٰ: ﴿أَحَاطَ بِالنَّاسِ﴾ (بنی اسرائیل: ٦٠) ''اللہ تعالیٰ لوگوں کا احاطہ کرلے گا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هُمْ فِي قَبْضَتِهٖ . ''لوگ اللہ تعالیٰ کے مٹھی میں ہوں گے۔''

(تفسير الطّبري : ٢٢٤١٠، وسندهٔ صحيحٌ)

۴۔ صفت غضب (غصہ):

۞ مجاہد رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ (الزُّخرُف : ٥٥) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَغْضَبُونَا . ''لوگوں نے ہمیں غضب دلایا۔''

(تفسير الطّبري : ٣٠٩٠٨، وسندهٔ صحيحٌ)

۞ حفص بن حمید کہتے ہیں کہ زیاد بن حدیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

خُذْ مِنْ شَعْرِكَ؛ فَإِنَّ فِيهِ فِتْنَةً .

''اپنے بالوں سے کچھ کاٹ دے، کیونکہ ان میں فتنہ ہے۔''

نیز فرمایا کرتے تھے:

سَلُو اللّٰهَ، فَإِنَّهٗ يَغْضَبُ عَلٰى مَنْ لَّمْ يَسْأَلْهُ .

''اللہ تعالیٰ سے مانگا کریں، کیونکہ وہ نہ مانگنے والوں پر غصے ہوتا ہے۔''

(الزّهد للأمام أحمد : ٢١٦٧، وسندهٔ حسنٌ)

۞ سدی رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَبَاؤُوا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾ (البقرة : ٩٠) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَمَّا الْغَضَبُ الْأَوَّلُ فَهُوَ حِينَ غَضِبَ عَلَيْهِمْ فِي الْعِجْلِ، وَأَمَّا الْغَضَبُ الثَّانِي فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ حِينَ كَفَرُوا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''پہلا غصہ اس وقت کیا، جب انہوں نے (عذاب میں) جلدی مچائی اور دوسرا غصہ اس وقت جب انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ١٧٤/١، تفسير الطّبري : ١٥٥٧، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَذْهَبُ السَّلَفِ وَسَائِرُ الْأَئِمَّةِ إِثْبَاتُ صِفَةِ الْغَضَبِ، وَالرِّضٰى، وَالْعَدَاوَةِ، وَالْوِلَايَةِ، وَالْحُبِّ، وَالْبُغْضِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ مِنَ الصِّفَاتِ الَّتِي وَرَدَ بِهَا الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ .

''سلف اور ساری امت کا مذہب یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے لیے) صفت غضب، رضا، عداوت، ولایت، محبت، بغض اور دیگر صفات، جو کتاب وسنت میں وارد ہوئی ہیں، کا اثبات کیا جائے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص ٤٦٣)

۵۔ صفت تعجب:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَّدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ .

''اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے تعجب کرے گا، جو زنجیروں میں (جکڑے ہوئے)

جنت میں داخل ہوں گے۔'' (صحیح البخاري : ۳۰۱۰)

٦۔ صفت رحمت:

صفت رحمت قرآن وحدیث کے متواتر دلائل سے ثابت ہے۔

❁ مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ يَرْحَمُ بِرَحْمَتِهِ الْعُصْفُورَ.

''اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے چڑیا پر رحم کرتا ہے۔''

(الزّهد للإمام وكيع : ٤٩٧، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا﴾(مريم : ١٣) کی تفسیر ''رحمت'' سے کرتے ہیں:

(تفسير الطّبري : ٢٣٥٥٠، وسندهٗ حسنٌ)

۷۔ صفت رضا وشکر:

صفت رضا وشکر پر کئی قرآنی وحدیثی دلائل موجود ہیں۔

❁ مجاہد رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾(الأنبياء : ٢٨) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لِمَنْ رَضِيَ عَنْهُ. ''جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے۔''

(تفسير الطّبري : ٢٤٥٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا، حسن بصری رحمہ اللہ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: ﴿يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾(الفجر : ٢٧) پھر فرمایا:

اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَةُ اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللّٰهِ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهَا، وَأَحَبَّتْ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هَا، وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوحِهَا فَغَفَرَ لَهَا وَأَدْخَلَهَا الْجَنَّةَ وَجَعَلَهَا مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ.

''مطمئن جان وہ ہے، جو اللہ سے مطمئن ہوگئی اور اللہ اس سے مطمئن ہوگیا، اس نے اللہ کی ملاقات کو پسند کیا اور اللہ نے اس کی ملاقات کو پسند کیا، وہ اللہ سے اور اللہ اس سے راضی ہوگیا، لہٰذا اللہ نے اسے قبض کرنے کا حکم دیا، پھر اسے معاف کر کے جنت میں داخل کر دیا اور اسے اپنے نیک بندوں میں شامل کر دیا۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم: ٣٠٠/٦، وسندهٗ حسنٌ)

۞ محمد بن واسع رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَقَالَ سَعِيدٌ: اَللّٰهُمَّ ارْضَ عَنَّا، قَالَ: يَقُولُ مُطَرِّفٌ: اَللّٰهُمَّ إِنْ لَمْ تَرْضَ عَنَّا فَاعْفُ عَنَّا.

''میں ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، جس میں مطرف بن عبداللہ اور سعید بن ابی الحسن رحمہما اللہ اور دیگر افراد تھے۔ سعید رحمہ اللہ نے دعا کی: اللہ! ہم سے راضی ہوجا، مطرف رحمہ اللہ فرمانے لگے: اللہ! اگر تو ہم سے راضی نہیں، تو ہمیں معاف فرما دے۔''

(الزُّهد للإمام أحمد: ١٣٣٥، وسندهٗ حسنٌ)

۞ عثمان بتی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آیا، آپ نے مجھ سے پوچھا: لوگ تقدیر

کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مجھ سے کوئی جواب نہ بن پایا، آپ نے زمین سے کچھ اٹھایا اور فرمایا: میں اپنی بات پر اتنا بھی نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے کوئی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو اسے اپنی طاقت اور رضا والے کاموں کی توفیق دیتا ہے اور جب کسی بندے سے کوئی اور ارادہ کرتا ہے، تو اس پر حجت قائم کر کے عذاب سے دوچار کرتا دیتا ہے اور اللہ ظالم بھی نہیں ہوتا۔''

(القدر للفِريابي: ٤١١، وسندهٗ حسنٌ)

۞ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا شَيْءَ أَشْكَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلَا أَجْزَئُ بِخَيرٍ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''اللہ سے بڑھ کر قدر دان اور نیکی کا بدلہ دینے والا کوئی نہیں۔''

(تفسير ابن أبي حاتم: ٢٦٨/١، وسندهٗ صحيحٌ)

٨۔ صفت محبت:

صفت محبت قرآن و حدیث میں متواتر دلائل سے ثابت ہے۔

۞ مجاہد رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ (مریم: ٩٦) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يُحِبُّهُمْ وَيُحَبِّبُهُمْ إِلَى الْمُؤْمِنِينَ .

''اللہ تعالیٰ خود بھی ان سے محبت کرتا ہے اور مومنوں کے دلوں میں بھی ان کی محبت ڈال دیتا ہے۔''

(تفسير الطّبري: ٢٣٩٦٣، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَةُ اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللّٰهِ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهَا، وَأَحَبَّتْ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هَا، وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوحِهَا فَغَفَرَ لَهَا وَأَدْخَلَهَا الْجَنَّةَ وَجَعَلَهَا مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ.

''مطمئن جان وہ ہے، جو اللہ سے مطمئن ہوگئی اور اللہ اس سے مطمئن ہو گیا، اس نے اللہ کی ملاقات کو پسند کیا اور اللہ نے اس کی ملاقات کو پسند کیا، وہ اللہ سے اور اللہ اس سے راضی ہو گیا، لہٰذا اللہ نے اسے قبض کرنے کا حکم دیا، پھر اسے معاف کر کے جنت میں داخل کر دیا اور اسے اپنے نیک بندوں میں شامل کر دیا۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم: ٦/٣٠٠، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عدی بن ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَلَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، قَالَ: فَيُحَبِّبُهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ، وَإِلٰى أَوْلِيَائِهٖ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَلَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَبْغَضَ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ، فَيُبَغِّضُهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ، وَإِلٰى أَوْلِيَائِهٖ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ.

''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے، تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکار لگاتا ہے: خبردار! اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، اس طرح اللہ تعالیٰ آسمان والے (فرشتوں) اور زمین میں اپنے

اولیا کے ہاں اسے محبوب بنا دیتا ہے، اور جب اللہ کسی بندے سے بغض کرتا ہے، تو پکارنے والا آسمان سے پکار لگاتا ہے: خبردار! اللہ تعالیٰ اس بندے سے بغض رکھتا ہے، لہٰذا تم بھی اس سے بغض رکھو، اس طرح اللہ تعالیٰ اسے آسمان والوں اور زمین میں اپنے اولیا کے نزدیک مبغوض بنا دیتا ہے۔''

(الزّهد لهنّاد بن السّري : ٤٩١، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ رجاء بن ابی سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بیٹے عبدالملک فوت ہوئے، تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مختلف شہروں کی طرف خط لکھے، نوحہ سے منع فرمایا اور لکھا:

إِنَّ اللّٰهَ أَحَبَّ قَبَضَهُ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أُخَالِفَ مَحَبَّتَهُ .

''اللہ تعالیٰ نے اسے فوت کرنا پسند کیا، میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں کہ میں اس کی محبت کی مخالفت کروں۔''

(الزّوائد لعبد اللّٰه بن أحمد على الزُّهد لأبيه : ١٧١٩، وسندهٗ حسنٌ)

۞ ابوحازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْئَانِ إِذَا عَمِلْتَ بِهِمَا أَصَبْتَ بِهِمَا خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَلَا أُطَوِّلُ عَلَيْكَ، قِيلَ : وَمَا هُمَا؟ قَالَ : تَحْمِلُ مَا تَكْرَهُ إِذَا أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَتَكْرَهُ مَا تُحِبُّ إِذَا كَرِهَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

''دو چیزیں جب آپ کر لیں، تو دنیا و آخرت کی بھلائی پا لیں گے، میں لمبی بات نہیں کرتا۔ پوچھا گیا: وہ دونوں چیزیں کونسی ہیں، فرمایا: جب اللہ تیری ناپسندیدہ چیز کو پسند کرے، تو اسے برداشت کر اور جب اللہ تیری کسی پسندیدہ چیز

کو ناپسند کرے، تو اسے ناپسند کرنا شروع کر دے۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : ٢٤١/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

۹۔ صفت بغض:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ : إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ، قَالَ : فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ، قَالَ : فَيُبْغِضُونَهُ، ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ .

''جب اللہ تعالیٰ کسی سے بغض کرتا ہے، تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور کہتا ہے: میں فلاں شخص سے بغض کرتا ہوں، تم بھی اس سے بغض کرو۔ جبریل علیہ السلام اس سے بغض کرتے ہیں، پھر جبریل آسمان والوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے بغض کرتا ہے، تم بھی اس سے بغض کرو۔ تو آسمان والے بھی اس شخص سے بغض کرتے ہیں، پھر اس کا بغض زمین (والوں) میں بھی ڈال دیا جاتا ہے۔''(صحيح مسلم : ٢٦٣٧)

❀ عدی بن ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا نَادٰى مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ : أَلَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَبْغَضَ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ، فَيُبَغِّضُهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ، وَإِلٰى أَوْلِيَائِهٖ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ .

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض کرتا ہے، تو پکارنے والا آسمان سے پکار

لگاتا ہے: خبردار! اللہ تعالیٰ اس بندے سے بغض کرتا ہے، لہٰذا تم بھی اس سے بغض کرو، اس طرح اللہ تعالیٰ اسے آسمان والوں اور زمین میں اپنے اولیا کے نزدیک مبغوض بنا دیتا ہے۔''

(الزُّهد لهنّاد بن السّري: ٤٩١، وسندهٗ صحيحٌ)

١٠۔ صفت مقت (ناراضی):

یہ صفت کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت ہے۔

❁ محمد بن واسع رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَنْ مَقَتَ نَفْسَهٗ فِي ذَاتِ اللّٰهِ أَمَّنَهٗ مِنْ مَقْتِهٖ.

''جوشخص اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے آپ سے ناراض ہوتا ہے، اللہ اسے اپنی ناراضی سے محفوظ کر دیتا ہے۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم: ٣٥٠/٢، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عمر بن محمد بن منکدر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ مَعَ أَبِي فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ مَرَّ بِنَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ النَّاسَ وَيُفْتِيهِمْ وَيَقُصُّ، قَالَ: فَدَعَاهُ أَبِي، فَقَالَ لَهٗ: يَا أَبَا فُلَانٍ، إِنَّ الْمُتَكَلِّمَ يَخَافُ مَقْتَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنَّ الْمُسْتَمِعَ يَرْجُو رَحْمَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

''میں اپنے والد (محمد بن منکدر رحمہ اللہ) کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ہمارے پاس سے لوگوں کو احادیث سناتا، فتویٰ دیتا اور قصے بیان کرتا

ہوا گزرا، میرے والد نے اسے بلایا اور فرمایا: اے ابوفلاں! بولنے والا اللہ تعالیٰ کے غصے اور ناراضی سے ڈرتا ہے، جبکہ سننے والا اللہ کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم: ١٤٨/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

۱۱۔ صفت کرہ (ناپسندیدگی):

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ﴾ (التّوبة: ٤٦)

''لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا (جہاد کے لیے) نکلنا ناپسند کیا۔''

❁ سیدنا مغیرہ شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَمَنَعَ وَهَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

''اللہ تعالیٰ نے آپ پر ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، خود نہ دینا اور دوسرے سے مانگنا حرام کر دیا ہے، نیز آپ کے لیے قیل وقال (لایعنی باتیں)، کثرت سوال اور ضیاع مال کو ناپسند کیا ہے۔''

(صحيح البخاري: ٢٤٠٨، صحيح مسلم: ١٧١٦)

❁ مسلم بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَا أَدْرِي مَا حَسْبُ إِيمَانِ عَبْدٍ لَا يَدَعُ شَيْئًا يَكْرَهُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ؟

''میں نہیں جانتا کہ اس بندے کے ایمان کا کیا ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ کوئی چیز نہیں چھوڑتا۔''

(طبقات ابن سعد: ١٨٦/٧، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابوحازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْئَانِ إِذَا عَمِلْتَ بِهِمَا أَصَبْتَ بِهِمَا خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَلَا أُطَوِّلُ عَلَيْكَ، قِيلَ : وَمَا هُمَا؟ قَالَ : تَحْمِلُ مَا تَكْرَهُ إِذَا أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَتَكْرَهُ مَا تُحِبُّ إِذَا كَرِهَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

''دو چیزیں جب آپ کر لیں، تو دنیا و آخرت کی بھلائی پا لیں گے، میں لمبی بات نہیں کرتا۔ پوچھا گیا: وہ دونوں چیزیں کونسی ہیں، فرمایا: جب اللہ تیری نا پسندیدہ چیز کو پسند کرے، تو اسے برداشت کر اور جب اللہ تیری کسی پسندیدہ چیز کو ناپسند کرے، تو اسے ناپسند کرنا شروع کر دے۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : ۲۴۱/۳، وسندهٗ صحيحٌ)

۱۲۔ صفت مجیء و اتیان (آنا):

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ (الأنعام : ۱۵۸)

''وہ صرف اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے (عذاب لے کر) آئیں یا تیرا رب یا تیرے رب کی کوئی نشانی آ جائے۔''

❀ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهٗ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهٗ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ

مِّنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.

''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اسے پیش آتا ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، تو میں (بلحاظ علم) اس کے پاس ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے، تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے محفل میں یاد کرے، تو میں اسے ایسی محفل میں یاد کرتا ہوں، جو ان سے بہتر ہے، اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہو، تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو، تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چلتے ہوئے آئے، تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے آتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : ٧٤٠٥، صحيح مسلم : ٢٦٧٥)

۞ مجاہد رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ : ﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ﴾ (البقرة : ٢١٠) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هُوَ غَيْرُ السَّحَابِ، وَلَمْ يَكُنْ إِلَّا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ فِي تِيهِهِمْ حِينَ تَاهُوا، وَهُوَ الَّذِي يَأْتِي اللّٰهُ فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

''اس سے مراد بارش والے بادل نہیں ہیں۔ یہ بادل بنی اسرائیل کو دکھائے گئے، انہیں بادلوں میں اللہ تعالیٰ روز قیامت آئے گا۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ٣٧٢/٢، تفسير الطّبري : ٤٠٣٧، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ مجاہد رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ : ﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ﴾ (الفرقان : ٢٥) ''اس دن آسمان بادل کے ساتھ پھٹ جائے گا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِي فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ، يَأْتِي اللّٰهُ فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَمْ يَكُنْ قَطُّ إِلَّا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ.

''ان سے مراد وہی بادل ہیں، جن میں روز قیامت اللہ تعالیٰ آئے گا، یہ (بادل) صرف بنی اسرائیل کو دکھائے گئے۔''

(تفسير الطّبري: ١٤٢٠١، وسندهٗ صحيحٌ)

۱۳۔ صفت نزول (اترنا):

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي، فَأَسْتَجِيبَ لَهٗ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهٗ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهٗ.

''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے، جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے، پھر وہ فرماتا ہے: کون ہے، جو مجھ سے دعا کرے، میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے، جو مجھ سے مانگے، تو میں اسے عطا کروں اور کون ہے، جو مجھ سے معافی کا سوال کرے، تو اسے معاف کر دوں؟''

(صحيح البخاري: ٧٤٩٤، صحيح مسلم: ٧٥٨)

❁ عبید بن عمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِذَا مَضٰى ثُلُثٌ، أَوْ بَقِيَ نِصْفُ اللَّيْلِ، يَنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهٗ؟

مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟

''جب تہائی رات گزر جاتی ہے یا نصف باقی رہ جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے، فرماتا ہے: کون ہے، جو مجھے پکارے، تو میں اس کی دعا قبول کرلوں، کون ہے، جو مجھ سے مانگے، تو میں اس کو عطا کر دوں؟''

(الرّدّ على الجَهميّة للدّارمي : ١٣٥، وسندهٗ صحيحٌ)

۱۴۔ صفت معیت:

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾(الحديد : ٤)

''اللہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں بھی تم ہو۔''

❀ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي .

''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اسے پیش آتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، تو میں (علم کے اعتبار سے) اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : ٧٤٠٥، صحيح مسلم : ٢٦٧٥)

اس آیت اور حدیث میں مذکور معیت سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم، قدرت، سمع، بصر، تدبیر وغلبہ ہے۔ اس پر صحابہ وتابعین کا اجماع واتفاق ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ اس آیت سے دلیل لے کر اللہ تعالیٰ کی صفت علو (بلندی) کا انکار کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ان کے لیے اس آیت میں کوئی دلیل نہیں، کیونکہ صحابہ وتابعین میں سے اہل

علم جن سے تفسیر اخذ کی جاتی ہے، انہوں نے اس آیت کی تفسیر یہی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، جبکہ اس کا علم ہر جگہ ہے، ان کی مخالفت میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا، جس کی بات سے دلیل لی جا سکتی ہو۔''

(التّمهيد : ۱۳۸/۷ـ۱۳۹)

معیت کی ایک اور صورت ہے، جسے اہل السنہ والجماعہ کے ہاں خاص معیت کہا جاتا ہے، یہ قرآن کریم کے مطابق مومنوں، صابروں اور متقین کو حاصل ہوتی ہے اور تابعین نے اس معیت کی تفسیر نصرت وتائید سے کی ہے۔

۞ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَكُنْ مَعَهٗ، وَمَنْ يَكُنِ اللّٰهُ مَعَهٗ، فَمَعَهُ الْفِئَةُ الَّتِي لَا تُغْلَبُ، وَالْحَارِسُ الَّذِي لَا يَنَامُ، وَالْهَادِي الَّذِي لَا يَضِلُّ .

''جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ (نصرت وتائید کے لحاظ سے) ہوتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ ہو، اس کے ساتھ ایک ایسی جماعت ہوتی ہے، جو کبھی مغلوب نہیں ہوتی، ایسا محافظ اس کے ساتھ ہوتا ہے، جو سوتا نہیں اور ایسا راہنما ہوتا ہے، جو گمراہ نہیں ہوتا۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : ۲۳۹/۲، وسندهٗ حسنٌ)

۱۵۔ صفت قرب:

۞ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾(البقرة : ۱۸۶)

''جب میرے بندے آپ سے میرے بارے سوال کرتے ہیں، تو (ان کو بتا

دیں کہ) میں (علم کے لحاظ سے) قریب ہوں۔''

❀ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً .

''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اسے پیش آتا ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، تو میں (بلحاظ علم) اس کے پاس ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے، تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے محفل میں یاد کرے، تو میں اسے ایسی محفل میں یاد کرتا ہوں، جو ان سے بہتر ہے، اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہو، تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو، تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چلتے ہوئے آئے، تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے آتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : ٧٤٠٥، صحيح مسلم : ٢٦٧٥)

❀ عبداللہ بن نسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے مغرب کی نماز سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پہلو میں ادا کی، جب میں آخری رکعت میں بیٹھا، تو میں نے بلند آواز سے دعا پڑھی، آپ نے مجھے ڈانٹا، جب نماز سے فارغ ہوا، تو پوچھا کہ میری کونسی بات آپ کو بری لگی؟ فرمایا: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (بلحاظ علم وسمع اور بصر) ہمارے قریب نہیں ہے؟''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٤٨٨/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ معروف بن واصل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ہم ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کے پاس تھے، وہاں اللہ کے مخلوق سے قرب کا ذکر ہوا، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا ابْنَ آدَمَ، ادْنُ مِنِّي شِبْرًا أَدْنُ مِنْكَ ذِرَاعًا، ادْنُ مِنِّي ذِرَاعًا أَدْنُ مِنْكَ بَاعًا، امْشِ إِلَيَّ أُهَرْوِلْ إِلَيْكَ .

''ابن آدم! تو مجھ سے ایک بالشت قریب ہو، میں تجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا، تو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہو، میں تیرے دو ہاتھ قریب ہوں گا، تو میری طرف چل کر آ، میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔''

(حلية الأولياء لأبي نُعَيم : ١٠١/٤، وسندهٗ حسنٌ)

١٦۔ صفت مکر وکید:

۞ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾(آل عمران : ٥٤)

''ان کفار نے مکر کیا اور اللہ نے بھی مکر کیا، اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر مکر کرنے والا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۞ وَّأَكِيدُ كَيْدًا﴾(الطّارق : ١٥۔١٦)

''وہ کید ومکر کر رہے ہیں، میں بھی کید ومکر کر رہا ہوں۔''

یاد رہے کہ یہ صفات (مکر وکید) اللہ تعالیٰ کے لیے حقیقتاً ثابت ہیں، لیکن اللہ نے

صرف انہیں مقابلتاً ثابت کیا ہے، لہٰذا ان کو مطلق طور پر ثابت کرنا درست نہیں، نہ ہی ان سے اللہ کا نام مشتق کیا جا سکتا ہے، ایسا کرنے والا سخت گناہ گار ہے، کیونکہ یہ افعال مطلق طور پر قابل تعریف نہیں ہیں، بلکہ صرف حق وعدل کے قیام اور ظلم وجور کے خاتمے کے لیے قابل مدح ہیں۔

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾ (النساء: ۱۴۲) ''منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور اللہ ان کو دھوکا دے گا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''مومن اور منافق دونوں کو روز قیامت نور دیا جائے گا، جس کی روشنی میں وہ چلیں گے، جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے، مومنوں کا نور برقرار رہے گا، جبکہ منافقوں کا بجھا دیا جائے گا، پھر وہ مومنوں کو پکاریں گے، کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ مومن جواب دیں گے، کیوں نہیں! لیکن تم نے اپنی جانوں کو آزمائش میں ڈالا، انتظار کرتے رہے، شک میں پڑے رہے، تم کو امیدوں نے دھوکا دیا حتی کہ اللہ کا حکم (موت) آ گیا اور شیطان نے تمہیں دھوکا دے دیا، یہی اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ دھوکہ ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم: ١٠٩٥/٤، وسندهٗ صحيح)

❁❁❁❁❁❁❁